قادیانیت
انگریز کا خود کاشتہ پودا

جہاد دین اسلام کی روح ہے' ملت اسلامیہ کی نشوونما اور بقا جہاد ہی میں مضمر ہے۔ شہیدوں کا خون ملت اسلامیہ کے چہرے کا غازہ اور شہیدوں کی موت قوم کی حیات ہے۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کی شمشیریں ملت کی تقدیریں ہوا کرتی ہیں۔ جہاد ہی وہ جذبہ ہے جس سے سرشار ہو کر ایک مسلمان بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت سے ٹکرا جاتا ہے اور اسے پاش پاش کر دیتا ہے۔ جہاد ہی وہ ولولہ ہے جو ایک مسلمان کو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا سکھاتا ہے اور اس میں شہادت کی تڑپ پیدا کرتا ہے۔ قوم مسلم ایک لمحہ کے لیے بھی جہاد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ جہاد کے بغیر نظام دنیا تلپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ طاغوتی طاقتیں سر اٹھاتی ہیں' نئے نئے فتنے جنم لیتے ہیں' نظام ہائے باطل زمین پر اپنے پنجے گاڑنے لگتے ہیں' جھوٹے خدا اور جھوٹے نبی پیدا ہونے لگتے ہیں' طاقتور کمزوروں کے گلے کاٹنے لگتے ہیں' امراء غریبوں کا خون چوسنے لگتے ہیں۔ الغرض خدا کی زمین پر ظلم و بربریت کی ایک ایسی ہولناک آگ لگ جاتی ہے کہ انسانیت چیخ اٹھتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ پر نازل ہونے والی اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں بار بار جہاد کا حکم دیا ہے کیونکہ جہاد ہی وہ واحد قوت ہے جس سے ابلیسی نظاموں اور ابلیسی کارندوں کی بیخ کنی کی جا سکتی ہے اور اس مادر گیتی کو امن و اخوت کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے' چنانچہ ارشادات ربانی ہیں۔ (تراجم)

☆ نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں۔ (سورۃ التوبہ)

☆ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں' پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔

(التوبہ)

☆ اے ایمان والو! میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے' ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر' اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے' یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر' یہ ہے بڑی مراد ملنی' اور ایک اور چیز دے' جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو۔ (سورۃ الصف)

☆ اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے اللہ تعالیٰ کا۔ (البقرہ)

☆ پھر جب گزر جائیں مہینے پناہ کے تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک میں پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (التوبہ)

☆ لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام مانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا' ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں' اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہو کر۔ (التوبہ)

☆ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں' عورتوں اور بچوں کے لیے نہیں لڑتے' جنہیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال' جس کے کارفرما ظالم ہیں۔ (سورۃ النساء)

جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جذبہ جہاد عطا کرتے ہوئے اور اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا عزم بانٹتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"قسم ہے خدا کی کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں خدا کے راستے میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں"۔ (مسلم)

جناب تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متلاشیان جنت کو جنت کا راستہ بتاتے ہوئے فرمایا:

"جنت تلواروں کے سائے میں ہے"۔ (مسلم)

ایک شخص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے اس حدیث کو سن کر اپنی نیام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اپنے ساتھیوں کو آخری سلام کرتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا اور کفار سے یہاں تک لڑا کہ آخر شہید ہوگیا۔

جو شخص گھر کی آسائشوں اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر جہاد کے لیے گھر سے نکلتا ہے سیدالخلق جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جنت کا مژدہ جانفزا یوں سناتے ہیں:

"جو پاؤں خدا کے راستے میں گرد آلود ہوئے ان کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی"۔ (بخاری)

"جو خدا کے راستے میں صرف اتنی دیر لڑا جتنی دیر میں ایک اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے' تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی"۔ (ابوداؤد)

جو شخص راتوں کو جاگ کر اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو کفار کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کھڑا رہتا ہے' امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی محنت کے اجر کا اعلان یوں فرماتے ہیں:

"اللہ کی راہ میں ایک رات کے لیے پہرہ دینا ان ہزار راتوں سے بہتر ہے' جس میں رات کو قیام کیا جائے اور دن کو روزہ رکھا جائے"۔ (اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے)

جب اللہ کے سپاہی لشکر کفار سے برسرپیکار ہوتے ہیں اور دوران جنگ کسی مجاہد کو زخم آتا ہے اور پھر زخم سے خون بہتا ہے۔ اللہ کو اپنے سپاہی کے نشان زخم اور اس سے بہنے والے خون سے جتنی محبت ہوتی ہے' اس محبت کو اللہ کے آخری نبیؐ نے اپنی زبان نبوت سے یوں بیان فرمایا:

"خدا تعالیٰ کو دو قطرے اور دو نشان بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ ایک آنسو کا

وہ قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلے اور دوسرے خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں کسی زخم سے ٹپکے۔ ایک وہ نشان جو فرائض ادا کرنے کے باعث جسم کے کسی حصہ پر پڑ جائے اور دوسرے وہ نشان جو اللہ کے راستے میں جہاد کی وجہ سے کسی جگہ واقع ہو جائے"۔ (ترمذی)

جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جو شخص سامان حرب تیار کرتا ہے اور اس سامان حرب کی مشق کے دوران جو شخص مجاہد فی سبیل اللہ کا مددگار و معاون بنتا ہے' ان خوش قسمتوں کے اجر و ثواب کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یوں لب کشائی فرماتے ہیں:

"ایک تیر کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جائیں گے۔ ایک جس نے ثواب کی نیت سے تیر بنایا۔ دوسرے جس نے تیراندازی کی مشق کے لیے تیر چلایا۔ تیسرے وہ جس نے اس مشق کرنے والے کو تیر اٹھا کر دیا"۔

جو شخص مجاہدین اسلام کو سامان جنگ سے لیس کرتا ہے' انہیں کھانے پینے کا سامان اور سواری وغیرہ بہم پہنچاتا ہے اور جب اللہ کے سپاہی اللہ کے دین کی عظمت کے لیے اپنے گھروں سے دور اللہ کے دشمنوں سے مصروف جہاد ہوتے ہیں تو وہ ان کے گھروں اور پیچھے رہنے والوں کی خدمت اور دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کے انعامات کی جو بارش ہوتی ہے' اس کا ذکر سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی لسان مبارک سے یوں ادا کرتے ہیں:

"جس نے خطرے کے موقعہ پر مجاہدین کی پاسبانی کی' اس کی یہ رات شب قدر سے بہتر ہے"۔ (حاکم)

"جس نے کسی مجاہد کو سامان ولا دیا اور روپیہ سے اس کی امداد کی یا اس کی بیوی بچوں کی اس کے پیچھے پوری پوری خدمت کی تو اس شخص کو غازی کے برابر ثواب ملتا ہے اور غازی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں ہوتی"۔ (صحاح)

وہ لوگ جو اللہ کے دین کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں' عظمت اسلام کی تاریخ اپنے خون سے لکھتے ہیں' ناز و نعم سے پلے ہوئے جسم کے

ٹکڑے کروا لیتے ہیں‘ لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے روندا جاتا ہے‘ ان کی عظمت و شان کے بارے میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

☆ ”جنت میں جانے کے بعد کسی شخص کا دوبارہ دنیا میں آنے کو جی نہیں چاہتا مگر شہادت کی لذت ایسی ہے کہ شہید کو جنت میں جا کر پھر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے اور شہید اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ اس کو دنیا میں بھیجا جائے تاکہ وہ اللہ کے راستے میں مکرر سکرر بلکہ دس بار شہید ہو“۔ (بخاری و مسلم)

☆ ”شہید فی سبیل اللہ کو شہادت کے وقت صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا“۔ (ترمذی)

☆ ”شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں“۔ (ترمذی)

☆ ”قیامت میں جب اہل محشر حساب کتاب کی مصیبت میں مبتلا ہوں گے‘ لوگوں کا ایک جم غفیر تلواریں کاندھوں پر رکھے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچے گا۔ ان لوگوں کے زخموں سے خون بہتا ہوگا۔ اہل محشر کے دریافت کرنے پر بتایا جائے گا کہ یہ لوگ شہید ہیں۔ یہ موت کے بعد زندہ تھے اور ان کو رزق دیا جاتا تھا“۔

اور وہ شخص یا گروہ جو جہاد سے پہلوتہی کرتا رہا‘ گلشن اسلام کو اجڑتا دیکھ کر خاموش تماشائی بنا رہا‘ تن پرستی اور دنیا سنوارنے میں مصروف رہا‘ اس شخص یا گروہ کے بارے میں سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ ”جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ اپنے آپ کو جہاد کا مشورہ دیا‘ وہ نفاق (منافقت) کے ایک حصہ پر مرا“۔ (صحیح مسلم)

☆ ”جو مسلمان اپنی زندگی میں نہ کبھی اللہ کی راہ میں لڑا‘ نہ کسی مجاہد کے لیے سامان جہاد مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل و عیال میں خیر خواہی کے ساتھ مقیم رہا‘ اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت سے پہلے ایک عذاب و مصیبت میں مبتلا کریں گے“۔ (ابوداؤد)

اللہ اور اس کے رسولؐ کا عطا کردہ یہی وہ جذبہ تھا جسے اپنے سینوں میں لے کر مسلمان نکلے اور چہار سو عالم پھیل گئے۔ خدا کی زمین ان کے قدموں تلے سمٹتی گئی۔ انہوں نے روم و فارس کی سلطنتوں کے ٹاٹ لپیٹ دیئے' شاہوں کے تاج اچھال دیئے اور حکمرانوں کے تخت اپنے قدموں تلے روند ڈالے۔ یورپ کے کلیساؤں میں اذانیں دیں' ایران کے آتش کدوں کو آب توحید سے بجھا دیا' ہندوستان کے بت کدوں میں اللہ اکبر کی صدائیں دیں' عرب کے ریگستانوں میں اسلام کے ڈنکے بجائے' افریقہ کے جنگلوں میں دین محمدیؐ کی شمعیں فروزاں کیں' ان کی راتیں مصلوں پر اور ان کے دن گھوڑوں کی پیٹھوں پر بسر ہوتے' وہ میدان کارزار میں موت کو للکارتے اور ان کے دل میں شہادت کی آرزوئیں تڑپتیں' وہ میدان جہاد میں مرنا اعزاز اور گھر میں مرنا ندامت سمجھتے' جس گھر کا کوئی فرد شہید نہ ہوتا' وہ گھر معاشرہ میں شرمساری محسوس کرتا۔

ہاتھ میں تلوار ہو اور دل میں ہو خوف خدا
یثربی تہذیب کتنی دلنشیں اور سادہ ہے

ان کے بچے میدان جہاد میں تلواریں لئے لشکر کفار کے سردار کو ڈھونڈتے۔ ان کے نوجوان کشتیاں جلا کر باطل کو للکارتے۔ ان کے بوڑھے دشمنان اسلام سے ٹکرانے کے لیے جوانوں کے دوش بدوش پہلی صف میں کھڑے ہوتے۔ ان کی عورتیں خیموں کی چوبیں لے کر لشکر کفار پر ٹوٹ پڑتیں اور انہیں گیدڑوں کی طرح بھگا دیتیں۔ مائیں اپنے بیٹوں سے کہتیں' بیٹا! جہاں جنگ کے شعلے زیادہ بھڑک رہے ہوں' وہاں اپنی بہادری کے جوہر دکھانا۔ ایک بیٹا جام شہادت نوش کرتا تو دوسرے کے گلے میں اپنے ہاتھوں سے تلوار حمائل کر کے ہنسی خوشی میدان جنگ میں بھیجتیں' دوسرا شہید ہوتا تو تیسرے کو روانہ کرتیں' تیسرا بھی اسلام پر نثار ہو جاتا تو چوتھے کو روانہ کرتیں اور جب سب شہید ہو جاتے تو شہداء کی عظیم مائیں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ سے مخاطب ہو کر کہتیں' اے اللہ! تو گواہ رہنا ہم نے اپنے سارے بیٹے تیرے دین پر قربان کر دیئے۔ بہنیں بھائیوں کے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کر انہیں میدان جنگ میں روانہ کرتیں۔ باپ شہید ہو رہا ہوتا لیکن بیٹوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتا۔ بیٹا شہید ہوتا تو باپ کے عزم و ہمت میں ذرہ برابر فرق نہ پڑتا وہ فولادی حوصلہ سے باطل سے مصروف پیکار رہتا۔ مجاہدین راہ حق کو نہ بچوں کے

یتیم ہونے کا فکر تھا اور نہ بیوی کے سہاگ اجڑنے کا غم' نہ والدین کی محبت ان کے رستے کی دیوار بنتی اور نہ بھائیوں کی الفت ان کی راہ کی زنجیر' نہ دولت اور نہ ہی حب دنیا انہیں ان کے فرض عظیم سے غفلت دلا سکتی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیاں خدمت اسلام کے لیے وقف کردی تھیں۔ انہوں نے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کرلیا تھا۔ وہ دوستی رکھتے تھے تو اسلام کے لیے اور دشمنی رکھتے تھے تو صرف اسلام کے لیے' ان کا جینا بھی اسلام کے لیے اور مرنا بھی اسلام کے لیے تھا۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی!
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی!

وہ عظیم ہستی جس نے قوم مسلم کو جہاد کا یہ ولولہ عطا کیا' صرف زبانی طور پر جہاد کا درس نہیں دیا بلکہ انہوں نے عملی طور پر باطل کو میدان میں للکارا اور پچھاڑا ہے۔ محمد مصطفیٰ نے نبوت کے ہاتھوں سے شمشیر اٹھائی ہے اور زرہ زیب تن فرمائی ہے۔ کٹھن سفر کیے' خندقیں کھودیں' پتھر اور تیر کھائے' دندان مبارک شہید کرائے اور میدان جہاد میں اپنا مقدس خون بہایا۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سالہ قیام کے دوران ۲۶ غزوات میں بطور کمانڈر بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور ۵۶ سرایا (مہمات) روانہ فرمائیں۔ گویا دس برس کے دوران ۸۲ جنگیں لڑیں گئیں۔ یہ ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مجاہدانہ!

سرزمین ہندوستان پر جب فرنگی سامراج قابض ہو چکا تھا اور ظالم فرنگی اسلام کو مسلمانوں کے دلوں میں اور خطہ ہندوستان سے نکالنے کے لیے تلا ہوا تھا۔ وجود اسلام کو چھلنی کرنے کے لیے اس کے ترکش میں بہت سے تیر تھے۔ جنہیں اس نے کمال مہارت سے استعمال کیا۔ اس کے پاس تحریف شدہ دین اسلام تھا' انتہائی زہریلا نظام تعلیم تھا' ابلیسی نظام معیشت تھا' مغربی تہذیب و تمدن کی قہرمانیاں تھیں' سندھوری میموں کی حشر سامانیاں تھیں' درباری ملاؤں کے گروہ در گروہ تھے' جعلی گدی نشینوں اور بناوٹی صوفیوں کی ایک بہت بڑی کھیپ تھی' تنخواہ دار "اولیاء" کی لمبی قطاریں تھیں' فتوؤں کے ذریعے

ملت اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے والے فتوے بازوں کی ایک جماعت تھی۔ انگریزی حکومت کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے والے خطیبوں اور ادیبوں کا ایک انبوہ تھا اور انگریزی حکومت کی شان میں قصیدہ سرائی کرنے والے شاعروں کا ایک ہجوم تھا۔

ان تمام طاغوتی ہتھیاروں سے مسلح ہونے کے باوجود غلام ہندوستان میں غلامی کی راکھ سے آزادی کی چنگاریاں بھڑکتیں اور ایک ماحول کو آزادی کی روشنی سے منور کر جاتیں۔ ایک عالم حق کو پھانسی دی جاتی لیکن اس کی موت ہزاروں انسانوں میں آزادی کی زندگی کا شعور بیدار کر جاتی۔ ایک مجاہد شہید ہوتا لیکن اس کے خون سے جرات وہمت کے لاکھوں چراغ جلتے۔ فرنگی ایک تحریک کو دباتا' ہزاروں نئی تحریکیں جنم لیتیں۔ فرزندان توحید کو پابند سلاسل کیا جاتا لیکن فرنگی ان کے جذبے کو پابند سلاسل نہ کر سکا۔ انہیں زندانوں میں اذیتیں دی جاتیں لیکن ہر اذیت ان کے ایمان کو تقویت دیتی۔

مجاہدوں کے بازو ہائے فلک فگن عجیب ہیں
بہادروں کے پنجہ ہائے تیغ زن عجیب ہیں
یہ جسم ہائے خون چکاں و بے کفن عجیب ہیں
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں
حیات گر حیات ہے تو موت بھی حیات ہے

مکار انگریز اپنے مکار دماغ کو ابلیسی سوچوں کے سمندر میں غرق کئے بیٹھا تھا اور سرکچلے سانپ کی طرح تڑپ رہا تھا کہ کسی طرح ملت اسلامیہ کے سینہ سے ایمان کی شمع فروزاں کو گل کر کے دل کی نگری کو کفر کے اندھیروں میں ڈبو دے اور قوم حجاز کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے اسے دائمی غلام بنا لے۔

اس شیطانی منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے فرنگی میدان عمل میں اتر آیا۔ ۱۸۹۶ء میں انگلستان سے برطانوی مدبروں' اعلیٰ سیاست دانوں' ممبران پارلیمنٹ اور مسیحی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ان امور کا جائزہ لینے کے لیے ہندوستان میں طوفان کی صورت وارد ہوا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب و محرکات کیا تھے؟ کس جذبے نے مسلمانوں کو جنگ آزادی پر ابھارا اور اس جذبے نے پورے ہندوستان میں آزادی کی

ہلچل کیسے مچا دی؟ وہ کس ولولے کی حرارت ہے جو غلامی کی زنجیروں کو پگھلا کر رکھ رہی ہے۔ اور پوری قوم کو کفن بدوش کر کے میدان کارزار میں لا کھڑا کرتی ہے۔ وفد نے عیسائی مشنریوں اور سول سروس کے افسروں خصوصاً یہودیوں سے ملاقاتیں کیں۔ مسلم معاشرہ میں گھس کر ان کی مذہبی کیفیات کو بنظر غائر دیکھا۔ ہندوستان کے سیاسی حالات کا گہرا جائزہ لیا۔ مسلم عوام پر ان کے مذہبی راہنماؤں کے اثر و رسوخ کا مشاہدہ کیا۔ خفیہ اداروں کے ذریعے رپورٹیں حاصل کیں۔ ایک سال کی مدت گزارنے کے بعد یعنی ۱۸۷۰ء میں اس شیطانی وفد نے لندن میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا۔ جس میں عیسائی مشنریوں اور خفیہ اداروں نے آپس میں سر جوڑ کر عالم اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش تیار کی۔ انہوں نے دو الگ الگ زہریلی رپورٹیں تیار کیں جنہیں یک جا کر کے

"ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود"

(The Arrival of British Empire in India) کے نام سے شائع کر دیا۔ اس تخریبی اور روح فرسا رپورٹ کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں ظالم فرنگی نے جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے جھوٹی نبوت کا منصوبہ تیار کیا۔ رپورٹ کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

Report of Missionary Fathers

"Majority of the population of the country blindly follow their 'Peers' their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have

already overpowered the native governments mainly persuing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

(Extract from the printed Report, India Office Library, London)

ترجمہ:۔ ملک ہندوستان کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروؤں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کے لیے تیار ہو کہ اپنے لئے ظلی نبی (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی لیکن اس مقصد کے لیے مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد حاصل کر کے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا' اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی لیکن اب جب کہ ہم نے ملک کے کونے کونے پر اقتدار جما لیا ہے اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے' ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔ (مطبوعہ رپورٹ سے اقتباس : انڈیا آفس لائبریری لندن)

۱۸۶۹ء میں ہی وائسرائے ہند لارڈ میو (Mayo) نے بنگال سول سروس کے ایک افسر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کو اس اہم سوال کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرنے کو کہا۔

ہنٹر نے تمام صورت حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد اپنی رپورٹ میں لکھا۔

"جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے جو ان کے شدید جوش' تعصب' تشدد اور قربانی کی

خواہش کی بنیاد ہے۔ اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا ہے۔ ان میں جہاد کا شعلہ سرد نہیں ہوا۔ ان پر مذہبی دیوانوں اور جہادی ملاؤں کا اثر نہایت قوی ہے اور وہ کسی لحظہ بھی ان کے جذبات کی آگ کو بھڑکا سکتے ہیں۔" ("ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر" دی انڈین مسلمانز کامریڈ پبلشرز کلکتہ ۱۹۴۵ء)

فرنگی مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت و عقیدت سے بہت پریشان تھا۔ وہ مسلمانوں سے یہ دونوں متاع ہائے عظیم چھین لینا چاہتا تھا۔ مسلمانوں سے یہ دونوں انمول موتی چھیننا ان کے جسموں کے دونوں بازو کاٹ دینے کے مترادف تھا اور ظالم فرنگی بازو کٹے ان گوشت کے لوتھڑوں کو اپنے شبستانوں کی طرف جانے والی راہوں پر بیٹھے' گلے میں غلامی کی سیاہ زنجیریں پہنے دو وقت کی روٹی کے لیے بلک بلک کر روتا دیکھنا چاہتا تھا۔

شیطانی رپورٹ تیار ہو چکی تھی' اب انسان نما شیطان کی تلاش شروع ہو گئی جسے نبی بنا کر مارکیٹ میں لانا تھا۔ فرنگی نے جعلی نبوت کے ایک تیر سے دو شکار کرنا تھے۔ پہلا یہ کہ وہ شخص دعوئ نبوت کرے گا اور خود پر نازل ہونے والی من گھڑت وحی کی عوام میں تشہیر کرے گا (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ بن جانے کے اعلان سے وہ مسلمانوں کی تمام محبتیں اور عقیدتیں سمیٹ لے گا جو انہیں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے ہیں' پھر وہ یہ اعلان کرے گا کہ خدا نے مجھ پر وحی کی ہے کہ اب جہاد حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ جب یہ دونوں کام ہو جائیں گے تو قوم مسلم قوم افرنگ کے قفس کی اسیر ہو گی۔

سپر شیطان کی تلاش میں بہت سے چہرے سامنے آئے لیکن فرنگی کو اس بدخصلت کی تلاش تھی جو صرف خود ہی ملت اسلامیہ کا غدار نہ ہو بلکہ غداری اسے وراثت میں ملی ہو۔ جو صرف خود ہی ایمان فروش نہ ہو بلکہ اس کی جیب میں ایمان فروش کا بیٹا ہونے کی سند بھی موجود ہو۔ جو صرف خود ہی جہاد کو حرام حرام نہ کہتا ہو بلکہ اس کے آبا و اجداد کی شمشیروں پر شہیدان اسلام کا خون چمک رہا ہو۔ جو صرف خود ہی دربار انگریز کی دہلیز پر ماتھا نہ رگڑتا ہو بلکہ اس کے بڑوں کی زبانوں پر بھی انگریز کے جوتوں کی چاٹی ہوئی خاک موجود ہو۔ جو صرف خود ہی دستر خوان انگریز سے بچی کھچی روٹیوں کو من و

سلویٰ سمجھ کر کھاتا ہو بلکہ اس کا بڑا بھائی بھی انگریز کی جھوٹی ہڈیوں کو قلمی آم سمجھ کر چوستا ہو۔

لیکن زمین روز روز ایسے ننگ انسانیت پیدا نہیں کرتی۔ کئی صدیوں کی گردش کے بعد زمین اپنے پیٹ سے ایسی غلاظت باہر پھینکتی ہے۔ جس کے تعفن سے انسانیت کا دماغ پھٹنے لگتا ہیں اور کائنات میں ہر سو بدبو کے بھبھوکے پھیل جاتے ہیں۔ فرنگی کو یہ نایاب غلاظت قادیاں کے منشی مرزا قادیانی جہنم مکانی کی صورت میں مل گئی۔ ہم مرزا قادیانی کے نبی بننے کی بقیہ کہانی بعد میں بیان کریں گے، پہلے انگریزوں اور مرزا قادیانی کے بڑوں کے شیطانی تعلقات کو مرزا قادیانی کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ جسے پڑھ کر انگریز کے اس "خود کاشتہ پودے" کے چہرے سے نقاب اٹھتا ہے۔

"اور میرا باپ اس طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریز نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ فوت ہو گیا۔ تب ان خصلتوں میں اس کا مقام میرا بھائی ہوا۔ جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریز کی عنایات ایسے ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔ ("نور الحق" حصہ اول ص ۲۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

○ مرزا قادیانی کے باپ کے جہنم رسید ہونے پر پنجاب کے فنانشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کے پاس ۱۹ر جون ۱۸۷۶ء کو جو مراسلہ بھیجا اس میں تعزیتی کلمات کے بعد لکھا گیا مضمون پیش خدمت ہے۔

"Ghulam Murtzah who was a great well wisher

and faithful Chief of Government. In consideration of your family services. I will esteem you with the same respect as that on your loyal father. I will keep in mind the restoration welfare of your family when a favourable apportunity occurs".

ترجمہ:۔ "مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا' آپ کے خاندان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی بھی اسی طرح عزت کریں گے۔ جس طرح تمہارے وفادار باپ کی' کی جاتی تھی۔ ہم کو اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پا بجائی کا خیال رہے گا۔" ("المرقوم" ۲۹ر جنوری ۱۸۷۶ء' کتاب البریہ' مصنفہ مرزا قادیانی)

○ "سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ (مرزا قادیانی کی لیفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور درخواست مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم' ص۸۔۹۔۱۱' مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

○ "میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے' میرا والد مرزا غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزر گاہ پر خضداروں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" ("کتاب البریہ اشتہار" مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۸۹۷ء' ص۸' مصنفہ مرزا قادیانی)

○ "ہمارا جان نثار خاندان سرکار دولت مدار (سلطنت انگلشیہ) کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا

("تبلیغ رسالت" جلد ہفتم)

○ "۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہندوستان کے مکینوں کی انگریز غاصب کے خلاف بغاوت تھی، وہ مادر وطن میں غلامی کی شب دیجور ختم کر کے آزادی کی صبح سعید طلوع کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ظالم فرنگی نے اپنی بربریت سے اس تحریک آزادی کو کچل کر رکھ دیا۔ ہزاروں انسانوں کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آزادی کے متوالوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا، حریت پسندوں کو گرفتار کر کے فوری انصاف کی عدالتوں کے ذریعے انہیں سر بازار پھانسیاں دی گئیں۔ غرضیکہ وہ ظلم روا رکھا گیا کہ زمین و آسمان کانپ اٹھے۔ لیکن اس خونچکاں سانحہ پر فرنگی کے پالتو مرزا قادیانی نے یہ بکواس کر کے انگریزی سلطنت کی تائید کی "ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔" ("ازالہ" ص ۷۲۴، مصنف مرزا قادیانی)

○ "۱۹۲۹ء میں جب ایک خبیث الفطرت ہندو مہاشے راجپال نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں کا سمندر بہاتے ہوئے رسوائے زمانہ کتاب "رنگیلا رسول" شائع کی تو یہ کتاب روئے زمین پر بسنے والے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانوں کے قلب و جگر پر بجلی بن کر گری اور انہیں تڑپا کر رکھ دیا۔ راجپال کی تکہ بوٹی کرنے کے لیے عالم اسلام بپھر گیا۔ ہر مسلمان راجپال کے لیے شعلہ جوالہ بن گیا۔ آخر قرعہ، قسمت کے دھنی غازی علم الدین شہیدؒ کے نام نکلا جو شیر کی طرح راجپال پر حملہ آور ہوا اور اس موذی کو خنجر مار کر واصل جہنم کر دیا اور خود سولی چڑھ کر عشق رسالتؐ کا ایک انوکھا باب رقم کر کے آمنہؓ کے لال کی عزت و حرمت پر نثار ہو گیا۔

نبی کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایمان ہے
سر مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے

لیکن یہاں بھی انگریزی حکومت کا ساتھ دیتے ہوئے اور راجپال کی وکالت کرتے ہوئے غدار بن غدار قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا محمود اپنی فطرت رذیلہ کے مطابق یہ ذلیل تبصرہ کر کے اپنی خباثت قلبی کا ثبوت دے گیا۔

"وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے

پڑیں..... وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ وہ مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے' وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔" (قادیانی اخبار "الفضل" ۱۹ر اپریل ۱۹۲۹ء)

○ "۱۹۱۳ء میں اسلام دشمن' مسلمان دشمن فرنگی نے مچھلی بازار کانپور کی ایک مسجد کا ایک حصہ سڑک سیدھی کرنے کے لیے شہید کر دیا۔ کعبہ کی بیٹی کی اس بے حرمتی پر مسلمان سراپا احتجاج بن گئے اور پورے ہندوستان میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اس غم و غصہ نے ایک جلوس کا روپ دھارا۔ اس احتجاجی جلوس پر ظالم حکومت نے فائرنگ کر دی اور پہلے سے ہی زخمی سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ بیسیوں مسلمان شہادت کے جام نوش کر گئے۔ سینکڑوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا گیا۔ یہ روح فرسا حادثہ جو مسلمانوں پر ایک قیامت ڈھا گیا' اس پر تبصرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے جو بے ایمان بیان جاری کیا۔ انسانیت آج بھی اس پر لعنتوں کے ڈونگرے برسا رہی ہے۔

"ایک حصہ مسجد کو گرائے بغیر گزارہ نہ تھا اور اسے منہدم نہ کرنا رفاہ عامہ کے کام میں رخنہ اندازی تھی۔ اس بارہ میں مسلمانوں نے بہت عاقبت نا اندیشی سے کام لیا۔" ("الفضل" مورخہ ۲۳ر جولائی ۱۹۱۳ء)

○ "خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے اور دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرنے میں قادیانی انگریزوں کے شانہ بشانہ لڑے اور ہر سازش میں شریک کار رہے۔ قادیانیوں کے چند اقبالی حوالے پیش خدمت ہیں۔

"عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔" (بیان مرزا بشیرالدین' "الفضل" مورخہ ۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

"ریاست کے قیام کے لیے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفعہ کرنے کے لیے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔" (بیان مرزا محمود احمد "الفضل" ۲ر جولائی ۱۹۳۱)

○ "جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنا چاہا اور اس غرض کے لیے لارڈ ہارڈنگ نے عراق کا دورہ کیا تو مشہور قادیانی اخبار الفضل نے لکھا "یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ

ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ خدا ملک گیری اور جہاں بانی اس کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لیے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔" ("الفضل" قادیان' جلد ۲' نمبر ۱۰۳' مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۱۵ء)

"ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہبا" ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطۂ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنے سلطان و بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں۔ پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے سلطان و بادشاہ" (اخبار "الفضل" جلد ۷' نمبر ۴۸' مورخہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۱۹ء)

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق' عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔" (اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۶' نمبر ۴۲' مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

"موجودہ ترکی کی حکومت اسلام کے لیے مفید ثابت ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دو" (اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲' نمبر ۱۱۷' مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۱۵ء)

"بہرحال واقعات اب بتلاتے ہین کہ (ترکان) آل عثمان کا ستارہ اقبال اب غروب ہونے کے قریب ہے۔" (اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲' نمبر ۱۱۴' مورخہ ۱۶ر مارچ ۱۹۱۵ء)

انگریزوں کی فتح اور ترکوں کی شکست پر ظالم قادیانیوں نے قادیان میں خوشی سے

لبریز ہو کر چراغاں کیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

"۲۷ ماہ نومبر کو انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اید اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا۔ نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چراغاں کیا گیا جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ بازار کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بے شمار چراغ جلائے گئے۔ اور منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نظارہ بہت دلفریب تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان مسیح موعود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ تمام احمدیہ اصحاب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی۔ جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوش نمائی پیدا ہو گئی۔ دارالعلوم میں بورڈنگ ہاؤس اور ہائی سکول کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چراغوں سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا اور ساری عمارت کے طول و عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا۔ دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی۔ یہ پر لطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت موثر اور خوشنما تھا اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی بخوشی حصہ لیا جو موجودہ گرانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگ دستی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ روشنی رات کے ایک بڑے حصہ تک ہوتی رہی۔ جس کی رونق لوگوں کی چہل پہل سے دوبالا تھی۔" (اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۶، نمبر ۴۱، مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۹ء)

یہ تھے فرنگی سامراج اور مرزا قادیانی کے بڑوں کے محبت بھرے تعلقات جنہیں مرزا قادیانی اپنی حیات کفریہ میں خوب نبھاتا رہا اور آج بھی اس کی ناپاک ذریت ان دیرینہ تعلقات کو مضبوط اور مستحکم رکھے ہوئے ہے۔ اب ہم مرزا قادیانی کی اصل کہانی کی طرف واپس آتے ہیں۔

مرزا قادیانی انگریز ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں بطور اہلمد پندرہ روپے ماہوار

پر ملازم تھا۔ اس کی مدت ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء ہے۔

۱۸۶۸ء کے لگ بھگ ایک عرب محمد صالح سیالکوٹ آیا۔ روایت کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس حرمین شریفین کے بعض مفتیان کرام کا ایک فتویٰ تھا۔ جس میں ملک ہندوستان کو دارالحراب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریز مخبروں نے محمد صالح کو گرفتار کرا دیا۔ محمد صالح پر دو الزامات لگائے گئے۔ ایک ایمی گریشن کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی۔ سیالکوٹ کے یہودی ڈپٹی کمشنر پار کنسن (Parkinson) کے ذمہ اس مقدمہ کی تفتیش لگی۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا جن کے ساتھ محمد صالح کے روابط تھے۔ دوران تفتیش ایک ایسے شخص کی ضرورت پیش آئی جو عربی مترجم کے طور پر کام کر سکے' یہ خدمت خاندانی غدار مرزا قادیانی نے ادا کی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پار کنسن کے دل میں اپنی قدر بٹھا گیا۔

دوران ملازمت سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم۔ اے سے مرزا قادیانی کا گہرا یارانہ ہو گیا۔ دونوں میں گفتگو کی طویل نشستیں ہوتیں اور بڑی رازدارانہ باتیں کرتے۔ ایک دن پادری بٹلر نے ڈپٹی کمشنر سے ایک لمبی ملاقات کی اور انگلستان چلا گیا۔ پادری مسٹر بٹلر کے ہندوستان سے روانہ ہونے کے تھوڑے عرصے بعد اس کا جگری یار مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان روانہ ہو گیا' دونوں کا آگے پیچھے چلے جانا کسی خطرناک منصوبے کی نشاندہی کر رہا تھا۔ بٹلر دراصل ہندوستان کی سنٹرل انٹیلی جینس کا ایک اہم رکن تھا اور وہ سیالکوٹ میں ایک پادری کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا قادیانی اور ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر کے اس کا فوراً انگلستان جانا اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ بٹلر دعویٰ نبوت کے لیے مرزا قادیانی کا انتخاب کر گیا ہے۔ وفد کی پیش کردہ رپورٹ کی روشنی میں گورنر پنجاب نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ کمیشن کی رپورٹ میں مذکورہ شخص کا انتخاب کرے۔

برطانوی ہندوستان کی سنٹرل انٹیلی جینس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا تھا تاکہ ان میں سے کسی ایک کو نبوت کا مدعی بنا کر اپنے مقاصد حاصل کیے جائیں۔ ان میں سے تین فیل ہو گئے اور مرزا قادیانی پاس ہو گیا اور جھوٹے نبی کی حیثیت سے اس مردود کا انتخاب ہو گیا۔

پادری بٹلراور مرزا قادیانی کے مابین ہونے والی ملاقاتوں سے قادیانی بھی انکار کی جرات نہیں کر سکتے۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

"ریورنڈ بٹلر ایم۔ اے جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے۔ جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لیے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر نے پوچھا کس طرح تشریف لائے' کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا کہ میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔ (اخبار "الفضل" قادیان' ۲۴ر اپریل ۱۹۳۴ء)

فرنگی کا بچہ جمورا مرزا قادیانی نبی بن بیٹھا اور اپنے آقا کے حکم کے مطابق اسلام کے بنیادی عقیدہ "جہاد" کو حرام قرار دے دیا۔ سچے نبیؐ نے تو امت میں جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ساری زندگی وقف کر دی تھی۔ لیکن جھوٹے نبی نے جذبہ جہاد کو قتل کرنے کے لیے اپنے سارے وسائل میدان میں جھونک دیئے۔ اور تنسیخ جہاد کے نغمے الاپنے لگا۔ ملاحظہ فرمایئے!

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے! — دین کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے' خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد'

(ضمیمہ "تحفہ گولڑویہ" ص۳۹' مصنف مرزا قادیانی)

○ "آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا' خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے' وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔" ("خطبہ الہامیہ" مترجم' ص۲۸-۲۹' مصنف مرزا قادیانی)

○ "گورنمنٹ انگلشیہ خدائی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور

جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔" ("شہادت القرآن" ضمیمہ ' ص ۱۲-۱۱' مصنف مرزا قادیانی)

○ "بعض احمق نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں' سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے' کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے' اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے۔" (مرزا قادیانی کی کتاب "شہادت القرآن" کا ضمیمہ بعنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" ص ۳۰' منقول از اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۷' ص ۲۰۹' مورخہ ۱۲ار ستمبر ۱۹۳۹ء)

○ "یہی وہ فرقہ (یعنی قادیانی فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے" ("ازریویو آف ریلیجنز" ص ۵۳۷-۵۳۸)

○ "دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ کے پاس آیا ہوں' وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔" (رسالہ گورنمنٹ "انگریز اور جہاد" ص ۱۴' مصنف مرزا قادیانی)

○ "اب سے زمینی جہاد بند کیے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا۔" (ضمیمہ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۷' مصنف مرزا قادیانی)

○ "سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔" (ضمیمہ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۷' مصنف مرزا قادیانی)

○ "جو شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا' خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑا ہے۔" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد' ضمیمہ ' ص ۷' مصنف مرزا قادیانی)

○ "اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی شہرت پا گئی ہیں۔" (تحریر مرزا قادیانی' مورخہ ۱۸ار نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت' جلد ص ۲۶)

○ "میں نے یہ کتابیں اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بخوبی شائع کی ہیں اس کے علاوہ روم کے پایہ تخت' قسطنطنیہ' بلاد شام' مصر اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا' ان کی اشاعت کی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ مجھے اس خدمت پر فخر ہے' کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی کوئی نظیر کوئی مسلمان نہیں دکھلا سکتا۔" ("تبلیغ رسالت" جلد ہفتم' مصنف مرزا قادیانی)

○ "جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے' ویسے ویسے جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔" ("تبلیغ رسالت" جلد ہفتم' ص ۱۷' مصنف مرزا قادیانی)

○ "میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔" ("تبلیغ رسالت" جلد سوم' ص ۱۹۶' مصنف مرزا قادیانی)

یوں مرزا قادیانی اپنے فتنہ ساز قلم اور فتنہ پرور زبان سے حرمت جہاد پر حملہ آور ہوتا رہا اور جہاد کا وہ فرض عظیم جس کی ادائیگی کے لیے اللہ کا قرآن اور محمدؐ کے فرمان مسلمانوں کو بار بار پکار رہے ہیں' انہیں باطل قرار دیتا رہا۔ قوم مسلم جس نے تلواروں کے سائے تلے آنکھ کھولی ہے' انہیں سایہ صلیب میں کھینچ کھینچ کر لانے میں مصروف عمل رہا۔ انگریزی ٹٹو مرزا قادیانی نے انگریز کو اولی الامر قرار دے دیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ خنزیر کھانے والے فرنگی کی اطاعت کو بھی فرض قرار دے دیا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو غلامی کی ظلمات میں اسیر رکھنے والی ملکہ کو "نور" کے نام سے پکارا۔ قرآن کے نسخے جلوانے اور علمائے اسلام کی گردنیں کٹوانے والی خون آشام ملکہ کو رحمت کے نام سے موسوم کیا۔ بدطینت انگریز کو ملت اسلامیہ کا محسن قرار دیا۔ انگریزی سلطنت سے ٹکرانے والے حریت پسندوں کو خدا اور اس کے رسولؐ کا سرکش قرار دیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سرفروشانہ حصہ لینے والے مجاہدین آزادی کو چور' قزاق اور حرامی کہا۔ امت میں جذبہ جہاد ابھارنے والے علمائے اسلام کی شان میں غلیظ گالیاں بک بک کر فرنگی کے کلیجے کو ٹھنڈا کیا۔ "انگریزی چمچہ کڑچھا" مرزا قادیانی انگریز کے

جوتے چاٹتا اور اس کی چاپلوسیوں کے نغمے الاپتا اس حد تک قعرِ ذلت میں گر گیا کہ جھوٹے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو بھی شرم آ گئی۔ لیکن مجسمہ بے حیائی و ڈھٹائی مرزا قادیانی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ملاحظہ فرمائیے "حضرت مسیح موعود نے فخریہ یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے؟ اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔ (ارشادات میاں محمود احمد "الفضل" بابت ۷ر جولائی ۱۹۳۲ء)

موجودہ قادیانی نسل بھی مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو پڑھے۔ اگر انہیں شرم آ جائے تو مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر فوراً گلشن اسلام میں داخل ہو جائیں۔ تحریریں پیش خدمت ہیں:۔

- "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔" ("تریاق القلوب" ص۲۵، مصنف مرزا قادیانی)
- "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت، حکومت برطانیہ ہے۔" ("شہادت القرآن" ص۸۶، مصنف مرزا قادیانی)
- "خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں" ("تریاق القلوب" ص۲۶، مصنف مرزا قادیانی)
- "اس لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے

اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔" ("ضرورت الامام" ص ۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "صرف یہی التماس ہے کہ سرکار دولت مدار..... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت احترام و احتیاط اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔" (مرزا قادیانی کی درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ۷، ص ۱۸، مصنف مرزا قادیانی)

○ "انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔" (اشتہار مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد دہم، ص ۱۲۳، مصنف مرزا قایادنی)

○ "گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد کو پورا کرتے ہیں...... اور ارد گرد دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لیے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔" ("برکات خلافت" ص ۶۵)

○ "ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا، کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے۔ اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔" ("نورالحق" حصہ اول، ص ۴، مصنف مرزا قادیانی)

○ "پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے۔" ("نور الحق" ص ۳۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "ہم اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے شکر

گزار رہیں۔" ("ازالہ" طبع دوم حاشیہ، ص ۵۷)

○ "ابر رحمت کی طرح خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو دور سے لایا۔ جس کا شکر ہر فرد ہندوستانی پر فرض عین سے بھی بڑھ کر فوقیت رکھتا ہے۔" ("ازالہ اوہام" مصنف مرزا قادیانی)

○ "میں اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھتے ہوئے دل کی سچائی سے ان کی اطاعت کریں۔" ("ضرورت الامام" ص ۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

○ "میرے مریدوں کی ایک جماعت تیار ہوئی ہے جو اس گورنمنٹ کے دلی جاں نثار ہیں۔" (گورنمنٹ کے نام عریضہ "تبلیغ رسالت" جلد ششم، ص ۶۵، مصنف مرزا قادیانی)

○ "اس پاک جماعت (فرقہ احمدیہ) کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لیے انواع و اقسام کے فوائد مقصود ہوں گے۔" ("ازالہ اوھام" ص ۸۴۹-۵۶۱، مصنف مرزا قادیانی)

○ "اور میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کے لیے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔" ("الہامی قاتل" نمبر ا، جلد ۱۸، ص ۵)

○ "غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔" ("تبلیغ رسالت" جلد ہفتم، مصنف مرزا قادیانی)

○ "ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔" (اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد ہشتم، ص ۵)

○ "بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارا ہو سکتا ہے اور قسطنطنیہ میں۔ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ "ملفوظات احمدیہ" جلد اول، ص ۴۶)

○ "میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔" (اشتہار مرزا قادیانی' مرزا ۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء)

○ "یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔" ("تبلیغ رسالت" جلد دہم' ص ۱۳۲' مصنف مرزا قادیانی)

○ "جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی' اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو (اپنی حمایت و نصرت سے) قائم رکھا جائے۔" ("الفضل قادیان" ۳ر جنوری ۱۹۴۵ء بیان مرزا بشیرالدین محمود)

مندرجہ بالا تحریرات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو مرزا قادیانی کہیں اپنے باپ کو دادا کی مسلمانوں سے غداریوں اور انگریزوں سے وفاداریوں پر نازاں نظر آتا ہے۔ کہیں خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھ کر خوشی سے رقص کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں فرنگی کی حمایت و تائید میں کتابیں لکھ کر انہیں بیرونی ممالک میں بھیج کر اپنی شخصیت پر فخر کرتا نظر آتا ہے۔ کہیں ملکہ کے گلے کا تعویز بن کر لٹک رہا ہے۔ کہیں انگریزی سلطنت کی حفاظت کے لیے خون بہا دینے کا اعلان کر کے اپنی بہادری و شجاعت کی خود ساختہ تاریخ رقم کر رہا ہے اور کہیں انگریزی حکومت کے تحفظ کے لیے اپنے چیلے چانٹوں کی فوج تیار کر کے دربار فرنگی میں اپنی قیمت میں اضافہ کر رہا ہے۔ ہم تو اس ننگ دین و ملت کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں۔

ہلاکت آفریں اس کی ہر اک بات
عبارت کیا' اشارت کیا' ادا کیا

قادیانیوں کی یہ ضمیر فروشی' وطن فروشی' ایمان فروشی' غیرت فروشی اور قوم فروشی کس لیے تھی؟

اس لیے کہ قادیانیت اور فرنگیت ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ دونوں کا کام ایک تھا۔ دونوں کا سفر ایک تھا۔ دونوں کی منزل ایک تھی اور وہ تھی کہ ارض سے اسلام

اور مسلمان کا خاتمہ!

ان میں سے ایک سفاک قاتل تھا' دوسرا اس کی تیغ جفاء' ایک ستم گر تیرانداز تھا دوسرا زہر میں بجھا ہوا تیر' ایک زہر ساز تھا دوسرا زہر فروش' ایک سانپ تھا دوسرا اس کو پالنے والا' المختصر ایک چور تھا اور دوسرا چور کی ماں! چور اور چور کی ماں میں کتنا گہرا تعلق تھا' وہ چور کے اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔

"دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں' ان کو حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ' گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف' گورنمنٹ کی ترقی اپنی ترقی' گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہیے۔" (بشیرالدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار "الفضل" جلد ۴' نمبر ۶' مورخہ ۶ر مارچ ۱۹۱۷ء)

ہوتا ہے ایک پل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

مرزا قادیانی نے اپنی ساری زندگی فرنگی کے دربار کا طواف کرتے کرتے گزار دی۔ اس کے قلم و زبان گورنمنٹ برطانیہ کے استحکام کے لیے ہمیشہ متحرک رہے۔ جس بات کا اس کا آقا اشارہ کرتا' وہ وہی بک بک شروع کر دیتا۔ جس چیز کے بارے میں اس کا مالک حکم دیتا' وہ وہی لکھ مارتا۔ اس کو انگریزی نبوت عطا کرنے والا اسے جہاں بلاتا' وہ اپنی پٹاری سمیت حاضر ہو جاتا۔ وہ ہمیشہ انگریز کے اشارہ ابرو پر ناچتا رہا۔ غرضیکہ وہ انگریزی روبوٹ تھا اور انگریز اسے اپنے حسب منشا استعمال کرتا رہا۔ یہ تو تھی مرزا قادیانی کی تابعداری و فدا کاری۔ اس کے جواب میں انگریز نے بھی اس پر اپنے انعام و اکرام کا موسلا دھار مینہ برسایا۔ اس کی جیب کو سیم وزر سے گرم رکھا۔ زمینوں سے نوازا۔ اس کی اولاد کو صحیح مرتد بنانے کے لیے اور اپنا کام چلانے کے لیے انہیں بہترین ارتدادی تعلیم و تربیت بہم پہنچائی۔ اس کے ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے شراب و کباب کا بندوبست کیا۔ اس کی آتش ہوس کو بجھانے کے لیے خوبرو دوشیزائیں اس کے گھر پر ہمیشہ پہنچائیں۔ اپنے

چہیتے کی خدمت کے لیے زنانہ و مردانہ نوکروں کا بندوبست کیا۔ سرکاری دفاتر اور حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں اسے ایک فرد خانہ کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ اس کے چیلے چانٹوں کو اعلیٰ سرکاری عہدوں سے نوازا گیا۔ اس کے مخالفوں کو اذیت ناک سزائیں دیں۔ اس کی شیطانی تصانیف کو شائع کرنے کے لیے زر کثیر خرچ کیا اور اس کی ذات کی حفاظت کے لیے مسلح دستے مقرر رکھے اور اس کے برپا کردہ "فتنہ ارتداد" کو اپنی سنگینوں کے سائے تلے پروان چڑھایا۔ فرنگی یہ سب کچھ کرتا بھی کیوں نہ؟ آخر یہ اس کا خود کاشتہ پودا تھا۔ اس نے بویا تھا۔ لہٰذا حفاظت بھی اس کے ذمہ تھی۔ فرنگی نے جس طرح قادیانیوں کو تحفظ دیا اور ان پر اپنی نوازشات کی بارش رکھی' ان کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

○ "میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لیے جہلم جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین' کے خلاف کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طویل چاہتی ہے۔ میں صرف چھوٹی سی ایک لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہو گا۔ جب حضور لاہور ریلوے اسٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کے لیے اس کثرت سے لوگ جمع تھے جس کا اندازہ محال ہے۔ کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا۔ اور گویا نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثنا میں ایک شخص جن کا نام منشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اور اب تک .مفضلہ زندہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قویٰ اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے' وہاں گورا پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا ایک افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا نگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں جرات سے بڑھ کر منشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید

ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ داری ہیں، ہم اس لیے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہنچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کر دو اور نقصان پہنچاؤ۔ بس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔" ("سیرت المہدی" جلد ۳، ص۲۸۹، مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

جی ہاں! حفاظت کیوں نہ کریں اتنی محنت سے تو نبی بنایا تھا کوئی آئے حملہ کرے اور انگریزی نبی کو ٹھنڈا کر دے اور اس کے ساتھ ہی انگریز بہادر کی آرزوؤں کا خون ہو جائے۔ ایک اور پہلو انتہائی قابل توجہ ہے کہ انگریز اپنے بنائے ہوئے نبی کی حفاظت ہندوستانی پولیس سے نہیں کراتا۔ بلکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری گورا پولیس کے سپرد ہے۔ چاہے نبی زندہ ہو یا اس کی ارتھی جا رہی ہو۔ تھا جو V.I.P!

○ مرزا قادیانی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر بیت الخلا میں نقد جان ہار گیا۔ بعد از موت، دونوں راستوں سے غلاظت بہہ رہی تھی۔ سارق نبوت کا جنازہ لاہور میں اس کے ایک معتقد کے گھر میں تعفن کا باعث بنا ہوا تھا۔ جب مرزے کی عبرت ناک موت کی خبر باہر نکلی تو لاہور کے منچلوں نے خوشی سے سڑکوں پر بھنگڑا ڈالا اور مرزے کی ارتھی نکلنے سے پہلے مظاہرے کا پروگرام رکھا۔ مرزے کی ارتھی لاہور سے قادیان جانی تھی۔ اس لیے لاہور کے باسیوں نے ان سڑکوں پر واقع مکانوں کی چھتوں پر کوڑا کرکٹ جمع کر لیا جن سڑکوں سے اس گستاخ رسولؐ کی لاش گزرنا تھی تاکہ نبوت کے اس ڈاکو کی میت پر کوڑا پاشی کی جا سکے۔ جب یہ اطلاع جھوٹی نبوت کے خالق فرنگی تک پہنچی تو اپنے لاڈلے اور چہیتے کی محبت میں فرنگی دیوانہ ہو گیا اور اس نے فوراً سخت حفاظتی انتظامات کا بندوبست کیا۔ لہٰذا انگریز سپاہیوں کے پہرے میں انگریزی نبی کی ارتھی لاہور سے قادیاں پہنچائی گئی اور قادیاں کی یہ غلاظت قادیاں ہی میں دفن ہو گئی۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ انگریز سپاہیوں کے سخت پہرے کے باوجود لاہور کے عاشقان رسولؐ نے اس موذی کی ارتھی پر کوڑے اور غلاظت کے ٹوکرے پھینک کر شفاعت محمدیؐ کا حق محفوظ کر لیا۔ یہ کوڑا کرکٹ جھوٹے نبی پر بھی پڑا اور حفاظت پر مامور انگریز سپاہیوں پر بھی۔ بعد میں انگریز سپاہیوں کو وردیاں دھونے کے لیے صابن کی ٹکیاں سرکاری طور پر ادا کی گئیں۔○

قادیانی تو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو قتل کرتے رہتے۔ قرآن کا مذاق اڑاتے احادیث کا تمسخر اڑاتے۔ عقیدہ ختم نبوت پر پھبتیاں کستے۔ معاشی اور معاشرتی طور پر مسلمانوں کے حق پر ڈاکہ زنی کرتے۔ لیکن اگر کبھی مسلمان ان ظالموں کی طرف ہاتھ بڑھاتے اور ان کی ناک رگڑتے تو انگریز اپنی اس نادر تخلیق کی حفاظت کے لیے فوراً سخت اقدام اٹھاتا۔ ایک حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

''چند ہی دنوں کا ذکر ہے کہ ہمارے مالا بار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی روز تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا..... گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنا لو۔ ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں' ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔''

(''انوار خلافت'' ص۹۶-۹۵' مصنف میاں محمود احمد)

○ اقتدار فرنگی میں قادیانیوں کی سرکاری اداروں میں کیا وقعت و اہمیت تھی اور ملازمتوں کے دروازے ان کے لیے کس طرح کھل کھل جاتے تھے۔ صرف ایک واقعہ ہی حقیقت کے چہرے سے نقاب الٹ دیتا ہے۔

''ایک شخص جو کچھ مدت سے ایک احمدی کے پاس رہتا تھا۔ ملازمت سے پہلے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب مذکورہ افسر نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو۔ تو اس شخص نے جواب دیا کہ ''فلاں احمدی کے پاس'' افسر نے پوچھا ''کیا تم بھی احمدی ہو'' امیدوار نے جواب دیا ''نہیں جناب'' اس پر افسر نے کہا ''افسوس! تو اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی ہو پھر فلاں تاریخ کو آنا'' (''الفضل'' ۷ر جون ۱۹۱۹ء)

زمانہ کئی مسافتیں طے کر گیا۔ زمین نے کتنی گردشیں مکمل کیں۔ آسمان نے کتنی کروٹیں لیں۔ سورج ہزاروں مرتبہ مشرق کی کوکھ سے طلوع ہو کر مغرب کی لحد میں ڈوب گیا۔ مہتاب کتنی مرتبہ اپنے رخشندہ مکھڑے سے اندھیری راتوں کو منور کر کے سو گیا۔ ستاروں نے کتنی مرتبہ چرخ نیلو فری پر اپنی حسین بزمیں سجائیں اور برخاست کیں۔ لیکن

ایک صدی پرانے کفر کے یارانے ابھی تازہ ہیں۔ نبی بنانے والے اور نبی بننے والے آج بھی بغل گیر ہیں اور ایک دوسرے کا منہ چوم رہے ہیں۔ ان کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔ چوٹ ایک کو لگتی ہے چیخ دوسرے کے منہ سے نکلتی ہے۔ نقصان ایک کا ہوتا ہے۔ آنسو دوسرا بہاتا ہے۔ مثالیں تو بے شمار ہیں لیکن بطور نمونہ چند حقائق پیش خدمت!

○ ''سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیت کے نباض آغا شورش کاشمیریؒ کو بتایا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے۔ آپ ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب میں امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو دوبارہ پھر یہی ہدایت ملی' بھٹو نے کہا ''یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کے لیے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔''
(''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' از صاحب زادہ طارق محمود)

ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر انسانیت کے پرخچے اڑا دینے والے سفاک' قادیانیوں کے بارے میں کتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ حیرت ہے۔! تعجب ہے!

○ ۱۹۴۷ء میں جب برطانوی سامراج نے ہندوستان سے کوچ کرنے کے لیے بوریا بستر باندھا تو اسے ایک ہی فکر دامن گیر تھی کہ امت مرزائیہ جو مسلمانوں میں گھس کر کام کر رہی ہے۔ ان کے چلے جانے کے بعد بھی یہ فرائض قبیح سرانجام دیتی رہے گی۔ ان کا پاکستان میں مستقبل کیا ہو گا؟ آخر پاکستان کے اندر قادیانیوں کی ایک ریاست قائم کرنے کا خطرناک منصوبہ تیار کیا۔ انگریز گورنر سر فرانسس موڈی نے قادیانیوں کو تعمیر ریاست کے لیے ۱۰۳۴ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی' پرانا آنہ فی مرلہ کے حساب سے عطا کر کے جہنم میں جلتے ہوئے مرزا قادیانی کی روح کو تحفہ بھیجا۔ ربوہ میں قادیانیوں کو ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گزارنے کے لیے لوازمات مہیا کیے گئے۔ دور دور سے قادیانیوں کو لا کر یہاں آباد کیا گیا۔ بہت سے مسلمانوں کو زمین دے کر مرزائی بنا لیا گیا۔ پاکستان میں رہنے والے مسلمان بھی ربوہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ شہر ربوہ میں قادیانیوں کی اپنی حکومت تھی۔ اور قادیانیوں کے خلیفہ کا ہر حکم قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ ۱۹۷۴ء میں امت کی تاریخی جدوجہد کے نتیجہ میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے

دیا اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا۔ لیکن آج بھی ربوہ شہر عملی طور پر قادیانیوں کے زیر تسلط ہے۔ پوری دنیا میں ارتدادی لٹریچر ربوہ سے روانہ کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں تخریب کاری کے منصوبے ربوہ ہی میں تیار کئے جاتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے جاسوسوں کی پناہ گاہ بھی ربوہ ہی ہے۔ ربوہ ہی فرنگی کا وہ تعمیر کردہ قلعہ ہے جس کے اندر بیٹھے قادیانی عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں اور کفر و ارتداد کے تیروں سے ملت اسلامیہ کے جگر کو گھائل کر رہے ہیں اور اپنے آقا کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔

○ مکار انگریز کی دوسری خواہش' اقتدار پاکستان میں قادیانیوں کی شمولیت تھی۔ تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندرونی راز صبح و شام اس تک پہنچتے رہیں اور قادیانی امت معاشی و معاشرتی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم ہو سکے۔ لہٰذا ایک سازش کے تحت بدنام زمانہ قادیانی سر ظفراللہ خان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کرایا۔ وزارت خارجہ ایسے اہم قلمدان پر قابض ہونے کے بعد غدار پاکستان ظفراللہ خان نے بیرون ملک پاکستان سفارت خانوں میں قادیانی افسران کا جال بچھا دیا۔ بیرونی یونیورسٹیوں میں سرکاری وظائف پر قادیانی طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیجا۔ اندرون ملک اپنا اور اپنے آقا کا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر بٹھایا۔ تھوڑی ہی مدت میں پاکستان کی اکثر کلیدی آسامیوں پر قادیانی سانپ لہراتے نظر آنے لگے اور فتنہ قادیانیت نے پاکستان میں مضبوط قدم جما لیے۔ انگریز اپنے' خود کاشتہ پودے' کو پاکستان میں ایک تناور درخت کے روپ میں دیکھ کر خوشی سے لوٹ لوٹ گیا۔

○ اسرائیل میں کوئی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا۔ لیکن اسرائیل میں قادیانی مشن کھلے عام مصروف عمل ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اسے اسرائیل کی سرپرستی حاصل ہے۔ اسرائیل قادیانیوں کے لیے ننھیال ہے۔ قادیانیوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسرائیل تڑپ اٹھتا ہے۔ اس کے جواب میں کہوٹہ ایٹمی پلانٹ' پاکستان اٹامک انرجی کمیشن اور افواج پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر تعینات قادیانی ان اداروں کے خفیہ راز اسرائیل پہنچانے کا فریضہ بد سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ہے دو دوستوں کا آپس میں تحائف کا تبادلہ!

○ پاکستان میں جب قادیانیوں پر شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی لگائی گئی تو امریکہ بہادر اپنے بچوں پر یہ قدغن برداشت نہ کر سکا تو امریکہ نے پاکستان پر معاشی دباؤ ڈالتے

ہوئے' ۱۹۸۷ء میں امریکی امداد کی یہ شرط عائد کر دی کہ "امریکہ صدر ہر سال اس مفہوم کا سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آ رہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔" (بحوالہ روز نامہ "جنگ" ۵ر مئی ۱۹۸۷ء)

○ نوبل پرائزز یہودی لابی کی جیب کی ریوڑیاں ہیں۔ جنہیں وہ اندھے کی طرح اپنوں ہی میں تقسیم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام بھی ان کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ لہٰذا شعبہ فزکس میں نوبل پرائیز کی ایک ریوڑی اسے بھی تھما دی گئی ہے تاکہ دنیا میں اسے سرفراز اور مشہور کیا جا سکے۔ وہ کسی کلیدی آسامی پر بیٹھ کر بین الاقوامی سطح پر قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر کر سکے۔ نیز قادیانیت کے چھکڑے کو چلانے کے لیے بھاری فنڈز حاصل کر سکے۔ یہ ایک کافر کا دوسرے کافر پر احسان تھا۔ سپوت قادیانیت کو نوبل انعام ملنے پر تبصرہ کرتے ہوئے فخر ملت اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر فرماتے ہیں۔

"وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے۔ آخر کار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام انہیں دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔" (ہفت روزہ "چٹان" لاہور' ۲ر فروری ۱۹۸۶ء)

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریاکاری
محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں
ایک پردہ وفاداری صد سازش غداری
تعمیر کی آوازیں تخریب کی تدبیریں

○ ۱۹۸۹ء میں انسانی حقوق کی دعوے دار تنظیم "ایمنسٹی انٹرنیشنل" کا ایک وفد پاکستان آیا' جس نے صدر پاکستان' وزیر اعظم پاکستان اور دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

انہیں معاشرہ میں ان کے حقوق دیئے جائیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا ظلم ہے۔ اس لیے انہیں دوبارہ مسلمان تسلیم کیا جائے۔ حالانکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ لیکن ایمنسٹی انٹرنیشنل قادیانیوں کی ہمدردی اور وکالت میں اس قدر سرگرم ہے کہ نہ اسے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا پاس ہے اور نہ آئین پاکستان کے تقدس کا خیال! وہ تو قادیانیت کے عشق میں دیوانگی دکھاتے ہوئے کھلم کھلا مداخلت پر تلی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قادیانی پاکستان میں پہلے ہی مسلمانوں کے حقوق غصب کیے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔ اور ٹھاٹھ سے زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا ایمنسٹی انٹرنیشنل صرف یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے حقوق کی محافظ تنظیم ہے یا ساری انسانیت کی؟ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو مزے میں بیٹھے ہوئے قادیانیوں کے فرضی حقوق کی تو بہت فکر ہے۔ لیکن کیا افغانستان میں ذبح ہوتی انسانیت' مقبوضہ کشمیر میں غلام انسانیت' فلسطین میں مجروح انسانیت' بخارا و سمرقند میں زنجیروں میں جکڑی انسانیت' آذربائی جان میں سسکتی ہوئی انسانیت اور بلغاریہ میں روتی ہوئی انسانیت اسے نظر نہیں آتی؟

○ "مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کے مقدمہ اغوا کے سلسلے میں جب حکومت کے تفتیشی ہاتھ قادیانی گرو گھنٹال مرزا طاہر کی طرف بڑھے اور حکومت نے اس خاندانی مجرم کو گرفتار کرنا چاہا تو وہ راتوں رات فرار ہو کر اپنی نانی کی گود میں لندن جا پہنچا۔ ننھیال نے اپنے لاڈلے فرزند کے دست و پا چومے اور ہر طرح کی مدد اور تحفظ فراہم کیا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ مرزا طاہر فرار ہو کر کسی اسلامی ملک میں کیوں نہ گیا؟ جواباً عرض ہے کہ اگر مرزا طاہر فرار ہو کر کسی اسلامی ملک میں جاتا تو انٹرپول کے ذریعے اسے فوراً گرفتار کر کے پاکستان لایا جاتا اور قادیانی گرو جیل کی ہوا کھاتا۔ لیکن وہ تو سیدھا بھاگا ہی وہاں' جہاں سے اس کے مرتد دادا کو جھوٹی نبوت ملی تھی۔ مرزا طاہر نے لندن میں اسلام آباد کے نام سے اپنا مرکز قائم کر رکھا ہے اور دندناتا ہوا اپنا ارتدادی مشن چلا رہا ہے۔ اب فرنگی کا دوسرا پالتو شیطان رشدی بھی عظمت اسلام پر بھونکتا اور بھاگتا بھاگتا اپنے آقا کے گھر لندن پہنچ گیا ہے۔ اور دونوں شیطان بھائی اپنے فرنگی محافظوں کی حفاظت میں بیٹھے مسلمانوں کا منہ چڑا رہے ہیں۔ فرنگی حفاظت کیوں نہ کرے؟ دونوں اسی کے شاہکار ہیں۔

دونوں کو زبان غلیظ اسی نے عطا کی ہے۔ دونوں اسی کے مشن کو چلا رہے ہیں---- لہٰذا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے کارندوں کی حفاظت کرے!

قادیانیوں کی مثال کنگرو کے بچوں کی طرح ہے۔ جو کھیل کود اور شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں اور جونہی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے ہیں اور ماں کے پیٹ کے ساتھ بنی ہوئی تھیلی میں دبک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی قادیانی اپنی انسانیت کش سرگرمیوں میں جتے رہتے ہیں۔ اور جونہی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ تو فوراً نانی کے گھر (لندن) تہہ خانے میں جا گھستے ہیں اور خطرہ ٹل جانے پر پھر باہر نکل کر اپنے تخریبی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ تب سے قادیانی اس مملکت خداداد پر قبضہ کرنے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ اس انتظار میں ان کے دن انگاروں اور راتیں کانٹوں پر گزر رہی ہیں۔ زمام اقتدار سنبھالنے کے لیے کئی سازشیں تیار کیں۔ لیکن رب خاتم النبیینؐ نے جناب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام پر بننے والے اس ملک کو ہر سازش سے صاف بچا لیا اور قادیانی حملہ آور اور ان کی پشت پناہی کرنے والے یہود و نصاریٰ خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔ مندرجہ ذیل حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قادیانی شروع سے انگریز کی اولاد ہونے کے ناطے ہندوستان پر حکومت کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن آزادی کے پروانوں نے ان کے سارے خواب خاک میں ملا دیئے۔ پاکستان بننے کے بعد انہوں نے پھر بھی سہانے سپنے دیکھنے شروع کر دیئے۔ حوالہ جات پیش خدمت!

- ””ہمیں احمدی حکومت قائم کرنا چاہیے۔“ (”الفضل“ ۱۴ر فروری ۱۹۲۲ء‘ خلیفہ قادیان مرزا بشیرالدین محمود کی تقریر)
- ””اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہی قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔“ (”الفضل“ قادیاں‘ ۸ر جولائی ۱۹۲۲ء)
- ””ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہو گا جو فتح مکہ کے دن ابو جہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔“ (اخبار ”الفضل“ ۳ر جنوری ۱۹۵۲ء) ”حالانکہ ابو جہل جنگ بدر میں واصل جہنم ہو گیا تھا۔“ (مولف)

○ "تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔" ("الفضل" ۲۵ر اپریل ۱۹۳۰ء)

○ "احمدیوں (مرزائیوں) کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا نہیں جہاں احمدی ہی احمدی (مرزائی ہی مرزائی) ہوں۔ کم از کم علاقہ کو مرکز بنالو اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر (مسلمان) نہ ہوں اس وقت تم اپنے مطالبے کے امور جاری نہیں کر سکتے۔" ("الفضل" مارچ ۱۹۲۲ء' خطبہ محمود)

○ "ہمارے ہاتھ حکومت آ جاوے گی' احمدی امراء اور بادشاہ ہوں گے تو اس وقت ۱۰را حصہ کی وصیت کافی نہ ہو گی۔" (ضمیمہ "الوصیت" ص ۶۶)

○ "حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اس کو ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور عمل کرنے پر تیار نہ ہو اس کو عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔" (تقریر خلیفہ قادیانی "الفضل" قادیان' ۶ر جون ۱۹۳۲ء جلد نمبر ۲۴)

○ "اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۵۲ء میں ہم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔" (اخبار "الفضل" ۶ر جنوری ۱۹۵۲ء' خلیفہ محمود)

اے محبان پاکستان! آج پاکستان کو تباہ و برباد کر کے اس کے کھنڈرات پر قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ اپنے نقطہ عروج کو پہنچ چکا ہے۔ (نعوذ باللہ) نئی نئی سازشیں ----- نئے نئے جال ہیں۔ جدید پھندے ہیں ----- نئی نئی گھاتیں ہیں ----- نئی نئی وارداتیں ہیں ----- خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں ----- خوفناک ہوائیں چل رہی ہیں ----- فضاؤں میں وحشت تیر رہی ہے ----- ارض وطن کا پتا پتا' بوٹا بوٹا اور ذرہ ذرہ اہل وطن کو چیخ چیخ کر صدا دے رہا ہے۔

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھے آشیانوں میں